صدیوں پر محیط مسلمانوں کے دورِ حکمرانی کی تاریخی ترتیب اور دورانیے کا خاکہ

مختصر تاریخ

ہماری حکمرانی

تاریخِ اسلام میں خلافت اور حکومت و سلطنت کے تسلسل اور نشیب و فراز کی تاریخ وار داستان

نیز حکمرانوں کا زمامِ اقتدار اور دار الخلافوں کے تعین کی تفصیلات

مرتب

مولانا مفتی محمد ایاز درانی صاحب حفظہ اللہ

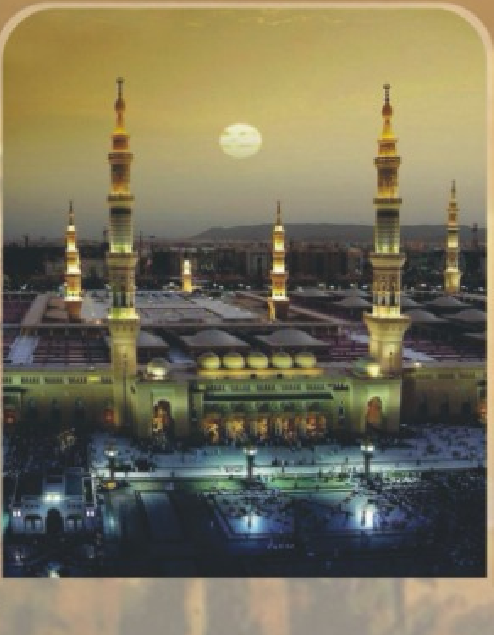

العلم پبلیکیشنز

صدیوں پر محیط مسلمانوں کے دور حکمرانی کی تاریخی ترتیب اور دورانیے کا خاکہ

مختصر تاریخ

ہماری حکمرانی

تاریخِ اسلام میں خلافت، حکومت و سلطنتوں کے تسلسل، نشیب و فراز کی تاریخ وار داستان نیز حکمرانوں کا زمامِ اقتدار اور دارالخلافوں کے تعین کی تفصیلات

مولانا مفتی محمد ایاز درانی

رئیس جامعہ تبلیغ القرآن یوسف آباد پشاور

فہرست عنوانات

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
1	پیش لفظ	1.
4	نقطہ عروج سے دورِ زوال تک	2.
6	ہماری حکمرانی	3.
6	ریاست مدینہ کا قیام	4.
6	خلافت راشدہ	5.
10	قیام ریاست، خلافت، خلافت راشدہ	6.
10	دورِ عزیمت	7.
11	دور رخصت	8.
11	اسفیائیون(سفیانی)	9.
12	خلافت بنوامیہ (سلسلہ مروانی)	10.
14	سلسلہ خلافت بنو عباس (بغداد)	11.
17	خلافت عباسیہ بغداد(دور دوم)	12.
20	خلافت عباسیہ، تیسرا دور(مصر)	13.
24	سلجوقی سلطنت	14.
25	مرکزی سلجوقی سلاطین	15.
26	سلجوقی سلاطین کرمان	16.
27	سلجوق سلاطین شام	17.
28	سلاطین سلاجقہ روم (اناطولیہ)	18.
30	سلطنت عثمانیہ	19.
32	خلافت عثمانیہ	20.

36	خلافت ہسپانیہ(اندلس) خلفائے بنوامیہ (اندلس)	.21
38	بعض مرکز گریز حکومتیں (خلافت فاطمیہ ،العبیدیہ ،الاسماعیلیہ)	.22
39	خلفائے موحدین (ادریسی)	.23
40	ایران میں صفوی خاندان	.24
40	باطنیہ (قلعہ الموت)	.25
41	علوی خاندان(طبرستان)	.26
42	عربوں کی ہندوستان میں آمد (سلطنت ہند)	.27
44	محمود غزنوی کے سترہ حملے	.28
45	ہندوستان میں مسلمان حکمران خاندانِ غلاماں	.29
46	خاندانِ خلجی	.30
47	خاندانِ تغلق	.31
48	خاندانِ سادات	.32
49	خاندانِ لودھی	.33
50	مغل خاندان	.34
52	سقوط بغداد سے سقوط دلی تک (بغداد ،اندلس، دہلی، خلافت عثمانی) اور اب امت مسلمہ پانچویں سقوط کے دھانے پر!	.35
52	کمزور دفاع	.36
52	آپس کے اختلافات	.37
53	معاشی بد حالی	.38
53	لمحۂ فکریہ	.39
53	ماخذ اور مصادر	.40

پیش لفظ

علم تاریخ، ماضی کا آئینہ اور مستقبل کا راہنما ہے۔ قومی تعمیر کے لیے اس علم کو جو اہمیت حاصل ہے اس سے کوئی بھی پڑھا لکھا آدمی ناواقف نہیں۔ اگر کسی قوم کا ماضی شاندار ہو گا تو اس کے حوصلے بلند اور عزائم عظیم ہوں گے اور اگر کسی قوم کے افراد اپنے ماضی کو "اندھا" قرار دیں گے تو اس قوم کا مستقبل روشن نہیں ہو سکتا۔

اس وقت عالم اسلام جس علمی و فکری زوال سے گزر رہا ہے اس کی مثال گزشتہ صدیوں میں کہیں نہیں ملتی، کفریہ طاقتیں نہ صرف مہیب اسلحے اور معاشی توانائیوں کے ساتھ ہم پر حملہ آور ہیں بلکہ وہ فکر و نظر کے میدانوں میں بھی ہماری نسلوں کو گمراہ کرنے کے لیے سرگرم ہیں۔ اس سلسلے میں ان کا بہت بڑا ہتھیار "اسلامی تاریخ" ہے جسے وہ اپنے طور پر مرتب کر کے ہم تک پہنچاتے ہیں۔

مسلمانوں کا زوال اور علم تاریخ کا انحطاط تقریباً ساتھ ساتھ ہی ہوا۔ اس طرح یہ بات سچ ثابت ہوئی کہ جو قوم اپنی تاریخ کو فراموش کر دیتی ہے، وہ اپنی شناخت کھو دیتی ہے۔ گزشتہ تین چار صدیوں سے ہم دیگر علوم کی طرح تاریخ میں بھی زوال کا شکار ہیں۔

تاریخ کے اصل محافظ علمائے کرام تھے، کئی صدیوں تک محدثین، مفسرین اور فقہاء نے اس فن میں خاص دلچسپی لی اور اسے زیادہ سے زیادہ ترقی دی۔ مگر رفتہ رفتہ تاریخ پر اسلامی ذہن رکھنے والے طبقے کی گرفت کمزور پڑنے لگی اور درباری منشیوں نے اسلامی تاریخ کو بازیچہ اطفال بنا کر رکھ دیا۔ پھر ان کے تلامذہ میدان میں آئے جو سیکولر ذہن کے حامل تھے، ان کے ہاتھوں اسلامی تاریخ اس بری طرح پامال ہوئی کہ گزشتہ صدیوں میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اب تاریخ پر اسی

سیکولر لابی کی اجارہ داری ہے جو خود کو غیر جانبدار کہتے ہوئے در حقیقت اسلام سے بد ترین دشمنی کا ثبوت دے رہی ہے۔ یہ لوگ تاریخ کو بگاڑنے ، اسلاف کو بد نام کرنے اور مسلم فاتحین کو رہزن وغارت گر قرار دینے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔اس طرح صحیح تاریخ سے غفلت عام ہوتی جا رہی ہے اور اس کی جگہ ایک متبادل اور غلط تاریخ وجود پا رہی ہے۔

عوام تو کس شمار میں ہیں، بڑے بڑے تعلیم یافتہ لوگ ان کے مکر و فریب کا شکار ہیں اور ان کے غلط تاریخی زاویۂ نگاہ کے ترجمان بن چکے ہیں۔ سیکولر مؤرخین کا ایک پورا گروہ موجود ہے جن سے متاثر سینکڑوں نام نہاد سکالر اور صحافی، اخبارات میں نسل نو کا ذہن بھٹکانے میں مصروف ہیں۔

ایسے میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ مسلمان اہل علم اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے ایک جامع اور تحقیقی تاریخ مرتب کریں جس سے اس قسم کے تمام شبہات کا ازالہ ہو، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے اور مسلمان اسے پڑھ کر اصل اسلامی فکر و نظر سے آشنا ہوں۔

بندہ نے اپنی بساط کے مطابق یہ رسالہ اس غرض سے مرتب کیا ہے کہ نوجوان نسل ، طلبہ خصوصاً اور عام مسلمان عموماً اپنی تاریخ خصوصاً اپنے حکمرانوں سے سہل اور مختصر انداز میں باخبر ہو سکیں۔

زیر نظر کتابچہ کوئی مستقل تاریخ کی کتاب نہیں ہے، بلکہ صدیوں پر محیط مسلمانوں کے دور حکمرانی کی تاریخی ترتیب اور دورانیے کا ایک خاکہ ہے، تاکہ ادوار کی ترتیب اور دورانیہ معلوم ہونے سے مطالعہ کے دوران غلط فہمیوں سے بچا جا سکے۔ اس رسالے میں ریاست مدینہ کے قیام سے لے کر خلافت راشدہ، بنو امیہ، بنو عباس ، خلات عثمانیہ، خلافت ہسپانیہ اور دیگر حکومتوں مثلاً موحدین، صفوی، باطنی سمیت خاندان غلاماں، خلجی ، تغلق ، سادات ، لودھی ، سوری، اور مغل خاندانوں کے ادوار کو قلمبند کیا گیا ہے۔

دیگر مضامین کی بہ نسبت تاریخ کو چونکہ ایک خشک اور ذہن کو بوجھل کر دینے والے مضمون کے طور پر شہرت دی گئی ہے، لہٰذا پڑھنے والوں کی دلچسپی کو برقرار رکھنے کے لیے اس بات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ ہر عنوان کے تحت اُس دورِ حکومت کے قیام کا مختصر پس منظر پیش کیا گیا ہے، تاکہ تسلسل کے ساتھ تاریخ امت مسلمہ کا ایک اجمالی خاکہ بآسانی ذہن نشین ہو۔مزید یہ کہ ہر دور میں اُس وقت کے خلیفہ، سلطان، حاکم وقت، بادشاہ یا حکمران کا نام، دار الخلافہ اور تخت نشینی کی تاریخ درج ہے، اور آخر میں سقوطِ بغداد سے لے کر خلافت عثمانیہ کے زوال تک کے اسباب پر بھی مختصراً روشنی ڈالی گئی ہے۔

تاریخ کا مطالعہ کرنے والے قارئین اگراس رسالے کو سامنے رکھ کر تاریخ کا مطالعہ کریں تو یقیناًتاریخ کے مختلف ادوار کواہم واقعات کے ساتھ جوڑ کر کافی حصہ یاداشتوں پر نقش کیا جاسکتا ہے اوراس شکوے کو کافی حد تک دور کیا جاسکتا ہے کہ تاریخ یاد نہیں رہتی اور جلد بھول جاتی ہے۔

نقطہ عروج سے دورِ زوال تک

چھٹی صدی عیسوی میں مسلمانوں کے عروج اور اسلامی ریاست کے قیام سے قبل اس کرۂ ارض پر بازنطینی (رومی)، ساسانی (ایرانی)، چینی اور ہندوستانی سلطنتوں اور حکومتوں کا سکہ چلتا تھا، یہ سلطنتیں اپنی جغرافیائی حدود کو بڑھانے، زیادہ سے زیادہ وسائل پر قبضہ کرنے، مال و زر جمع کرنے، اپنی نخوت و سطوت کو برقرار رکھنے اور دوسروں پر برتری حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے پر دھاوا بولتے، کبھی ایک کی فتح تو دوسرے کو شکست ہوتی اور کبھی اس کے برعکس نتیجہ نکلتا۔

ملکوں پر قبضہ کرنا، بادشاہوں، وزیروں اور سپاہیوں کو قتل کرنا، عورتوں کے تقدس کو پامال کرنا، اُن کی عظمت کو خاک میں ملانا، اُن کی عزت کو تار تار کرنا، اُن کی آبرو کے ساتھ کھلواڑ کرنا، اُن کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کرنا اور اُن کی بے بسی کا مذاق اُڑانا، بچوں سے بیگار کے کام کروانا، بس یہی ان کی کل دنیا تھی، پھر میرے رب نے انسانیت کی تقدیر بدلنے کا فیصلہ کیا اور ہدایت کا سورج طلوع ہوا، جس نے پوری آب و تاب کے ساتھ لوگوں کے دلوں کو منور اور چہروں کو روشن کیا، جس کے نتیجے میں پہلے سال ہجری بمطابق چھ سو تائیس عیسوی میں بے آب و گیاہ صحراؤں اور ریگستانوں سے اُٹھنے والے بوریہ نشینوں نے نخلستان کے عین وسط میں اپنے رہبر و رہنما محسن انسانیت خاتم الانبیاء حضرت محمدِ مصطفیٰ ﷺ کی قیادت میں ایک اسلامی ریاست کو وجود بخشا۔

امن عامہ کو برقرار رکھنے کے لیے ارد گرد کے قبائل اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے مکینوں سے باقاعدہ تحریری معاہدے کیے گئے، جس کے مندرجات آج بھی عمرانی معاہدوں کو بنیاد فراہم کرنے کے لیے کافی ہیں۔ اسی ریاست کا تسلسل مختلف نشیب و فراز کے

ساتھ مسلمانوں نے تقریباً تیرہ صدیوں تک برقرار رکھا، اور بخوبی اس ذمہ داری کو نبھاتے رہے، تاآنکہ اندرونی کمزوریوں اور بیرونی سازشوں سے بالآخر یکم نومبر ۱۹۲۲ عیسوی کو باقاعدہ خلافت کے خاتمے کا اعلان کیا گیا اور ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۴ عیسوی کو جدید جمہوریہ سیکولر ترکی وجود میں آئی، لیکن اُس کے بعد بھی مختلف خطوں کے باشعور اور غیرت مند مسلمانوں نے مختلف طریقوں سے خلافت کے لیے آواز اُٹھائی اور قیام کے لیے کوششیں کیں، جو تاحال جاری ہیں اور جاری رہیں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”اللہ تعالیٰ ایمان اور عمل صالح کرنے والوں سے وعدہ کرتا ہے کہ ہم اُنھیں ضرور بالضرور زمین میں خلافت عطا کریں گے جیسا کہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو عطا کی تھی، اور ضرور بالضرور اُن کے دین کو اُن کے لیے مضبوط کر دیں گے جس کو وہ پسند کرتے ہیں، اور ضرور بالضرور اُن کے خوف (کی حالت) کو امن میں بدل دیں گے، (جس کے بعد وہ خالص) میری عبادت (نظریہ حیات اور نظام حیات میں میری پیروی) کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، لیکن جس نے اس کے بعد بھی نافرمانی کی، پس یقیناً وہ لوگ فاسق ہیں“۔ (سورۃ النور: 55)

ہماری حکمرانی

اسلام اور مسلمانوں نے دنیا پر (1ھ تا 1342ھ بمطابق 623ء تا 1924ء) تقریباً 12 سو سال تک حکومت کی۔

(ریاست مدینہ کا قیام)

نبوت کے بعد بے آب و گیاہ صحراؤں، ریگستانوں اور چٹیل میدانوں میں مسلسل تیرہ سال دعوت و تبلیغ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا۔ جہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاست مدینہ کی بنیاد رکھی۔ پہلے سال ہجری بمطابق چھ سو تئیس عیسوی (623ء) سے لے کر ماہ ربیع الاول گیارہ ہجری بمطابق جون چھ سو بتّیس عیسوی (632ء) تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطور ایک سربراہ مملکت اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

(خلافت راشدہ)

رسول اللہ ﷺ کی اس دارِ فانی سے رحلت فرمانے کے بعد صحبت نبوی ﷺ سے براہ راست فیض یاب ہونے والے جانثاروں نے ریاستی نظم و نسق کو چلانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر اور یارِ غار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس منصب کے لیے موزوں پایا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر تمام صحابہ کرامؓ نے بیعت کی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور (ربیع الاول گیارہ ہجری) سے لے کر حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور (یکم ربیع الثانی چونسٹھ ہجری) تک یعنی تقریباً نصف صدی پر مشتمل اسلامی ریاست میں بطور سربراہانِ مملکت اپنے فرائض سرانجام دینے والے صحابہ کرامؓ کے اس مجموعی دورانیے کو تاریخ میں خلافت راشدہ اور

خلافت صحابہؓ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اکثر علمائے کرام کے نزدیک یہ دورانیہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شروع ہو کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اختتام پذیر ہو جاتا ہے، لیکن تاریخی روایات پر صحابہ کرامؓ کی عظمت کے بارے میں قرآنی ارشادات کو فوقیت دینے والے بعض علمائے کرام حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کو بھی خلافت میں شمار کرتے ہیں، البتہ وہ اس مجموعی دورانیے کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور حکومت کو دورِ عزیمت کا نام دیتے ہیں اور سیدنا حسن بن علیؓ ، سیدنا امیر معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنھما اور سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت کو دورِ رخصت کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے یزید اور اُس کے بیٹے معاویہ ثانی ابن یزید کا تعلق چونکہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہے، اس لیے تاریخ میں ان دو حضرات کے دورِ حکومت کو بعض اوقات ''اسفائیون'' کا دور حکومت بھی کہا جاتا ہے۔

''نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ سے خلافت کا آغاز ہوا تھا جو تیس سال تک جاری رہا، اس میں حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے اسمائے گرامی شامل ہیں، جبکہ حضرت امیر معاویہؓ کی صلح تک حضرت حسنؓ کا مختصر دور اقتدار بھی تیس سال کے اسی دائرے میں آتا ہے۔ اس کے بعد حضرت امیر معاویہؓ کا بیس سالہ دور خلافت ہے، پھر بنو امیہ، بنو عباس اور بنو عثمان کی خلافتیں ہیں اور درمیان میں حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی خلافت کا دور بھی ہے۔

خلافت راشدہ کا دور تیس سال میں محصور کیوں؟ حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی خلافتوں کا شرعی مقام کیا ہے؟ اس پر اہل علم کی خاصی بحث رہی ہے اور کسی درجے میں اب بھی جاری ہے۔ لیکن اس ساری بحث سے قطع نظر میرا طالب علمانہ نظریہ یہ ہے کہ امت مسلمہ

کے لئے حضرات صحابہ کرامؓ قیامت تک کے لئے اسوہ حسنہ اور معیار ہیں۔ چونکہ امت ہر دور میں عزیمت پر عمل کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہو سکتی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر عزیمت اور رخصت دونوں کے دائرے حضرات صحابہ کرامؓ کے دور میں دکھا دیئے تاکہ امت کو اپنے اپنے وقت میں رہنمائی حاصل کرنے میں کسی قسم کی الجھن کا سامنا نہ ہو۔ حضرات خلفائے راشدین اربعہ کا دور، عزیمت کا دور ہے اور ہمارا اصل آئیڈیل ہے، جبکہ حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی خلافتوں کو رخصت کا دور کہا جاسکتا ہے، جو رخصت کے دائرے میں امت کے لئے قیامت تک معیار اور آئیڈیل رہے گا۔

"خلافت راشدہ تیس سال رہی" کا یہ معنی نہیں کہ اس کے بعد خلافت ختم ہو گئی تھی، اسلامی خلافت اس کے بعد بنو امیہ، بنو عباس اور بنو عثمان کی خلافتوں کی صورت 1924ء تک چلتی رہی ہیں، اس میں اتار چڑھاؤ یقیناً آتے رہے ہیں لیکن مجموعی طور پر یہ خلافت کا تسلسل عثمانیہ خلافت کے خاتمے تک قائم رہا ہے۔ جس خلافت پر بھی اس دور کے اہل علم اور امت کے اجتماعی رائے کا اعتماد رہا ہے، وہ فقہی اصولوں کے مطابق خلافت اسلامیہ ہی شمار ہوتی ہے۔ خلافت راشدہ اسلامی خلافت کے اعلیٰ ترین معیار کا ٹائٹل ہے، اس اعلیٰ ترین معیار میں کسی حد تک کمی ہوئی ہے، بلکہ اگر حضرت شاہ ولی اللہؒ کے ارشاد کو دیکھا جائے کہ علی منہاج النبوۃ یعنی خلافت راشدہ کے اعلیٰ ترین معیار کے لئے جو شرائط ضروری تھیں وہ پہلے چار بزرگوں پر مکمل ہو گئی تھیں، ان کے بعد ان شرائط کا پایا جانا مثلاً یہ کہ وہ براہ راست نبی کریم ﷺ کی تربیت میں رہے ہوں، بعد کے خلفاء میں اس درجہ میں ممکن نہ تھا لہٰذا تو اس کا تعلق کسی شرعی ضابطے سے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے تکوینی نظام سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کا یہ بھی کہنا ہے کہ خلافت راشدہ کا دور تیس سال تک ہی چل سکتا تھا کیونکہ اس کے بعد ان شرائط کے حامل لوگ موجود نہیں رہے تھے۔ اس کے بعد خلافت عامہ کا دور ہے جس پر خلافت راشدہ کا اطلاق تو نہیں کیا گیا لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ یہ خلافتیں غیر

اسلامی تھیں بلکہ انہیں علمائے امت نے ہر دور میں تسلیم کیا ہے۔ ان میں بنو امیہ کی خلافت ہے۔ اس کے بعد اموی خلیفہ مروان ثانی سے عباسیوں نے خلافت چھین لی اور امویہ خاندان ہسپانیہ منتقل ہو گیا ، جہاں اس نے کم و بیش آٹھ سو سال تک خلافت کا پرچم لہرائے رکھا، جبکہ عباسیوں کی خلافت کا آغاز سفاح سے ہوا اور تقریباً پانچ سو برس تک اس کا تسلسل قائم رہا، حتی کہ مستعصم باللہ کے دور میں ہلاکو خان نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور بنو عباس کی خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد بنو عثمان نے خلافت کا پرچم اٹھایا، یہ ترک تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لئے چن لیا تھا ۔ سلطان عثمان اول نے 1299ء میں برسا کے مقام پر سلطنت کے قیام کا اعلان کیا اور انہی کے نام سے یہ سلطنت عثمانیہ کہلائی۔ پھر مصر میں قائم خلافت عباسیہ نے اس کے حق میں دستبرداری اختیار کر کے عثمانیوں کی خلافت کو تسلیم کر لیا اور سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کر کے اسے عثمانی خلافت کا دار السلطنت بنایا۔ خلافت کا یہ دور بھی کم و بیش پانچ سو سال کو محیط ہے اور اس سلسلہ کے آخری خلیفہ سلطان عبد المجید مرحوم ہیں ، جنہیں 1924ء میں جدید ترکی کے بانی مصطفیٰ کمال اتاترک نے جلا وطن کر کے خلافت کے خاتمے کا اعلان کر دیا۔'' (ریاست مدینہ : علامہ زاہد الراشدی)

قیام ریاست

حضرت سیدنا محمد الرسول اللہ ﷺ بطور حکمران

(1ھ تا ربیع الاول 11ھ بمطابق 623ء تا جون 632ء)

خلافت

خلیفہ اول (خلیفۃ الرسول) سیدنا ابو بکر صدیقؓ (11ھ بمطابق 632ء)

تا آخری خلیفہ سلطان عبدالمجید خان ثانی (1342ھ بمطابق 1924ء)

خلافت راشدہ

(دورِ عزیمت)

شمارہ	نام خلیفہ	دار الخلافہ	آغاز خلافت ہجری و عیسوی ماہ و سال
۱	سیدنا ابو بکر صدیقؓ	مدینہ منورہ	ربیع الاول 11ھ بمطابق 632ء
۲	سیدنا عمر فاروقؓ	مدینہ منورہ	22 جمادی الآخرۃ 13ھ بمطابق 634ء
۳	سیدنا عثمانؓ ذوالنورین	مدینہ منورہ	یکم محرم الحرام 24ھ بمطابق 644ء
۴	سیدنا علی مرتضیٰؓ	کوفہ	17، ذی الحجہ 35 ھ بمطابق 656ء

دور رخصت			
۵	سیدنا حسن بن علیؓ	کوفہ	رمضان 40ھ بمطابق 661ء
٦	سیدنا امیر معاویہؓ	دمشق	ربیع الاول 41ھ بمطابق 661ء
۷	سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ	مکہ مکرمہ	یکم ربیع الثانی 64ھ بمطابق 683ء
(اسفیائیون)			
۸	یزید بن امیر معاویہؓ	دمشق	رجب 60 ھ بمطابق 680ء
۹	معاویہ ثانی بن یزید	دمشق	چند دن، چند ماہ

خلافت بنوامیہ (سلسلہ مروانی)

رسول اللہ کے شجرہ نسب میں چوتھی پشت پر عبد مناف کا نام آتا ہے جو قُصَی کا بیٹا ہے۔
عبد مناف کی اولاد میں امیہ بن عبد شمس جس کا پورا نام امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القریشی ہے۔دور نبوت سے قبل مکہ میں شہری ریاست کے دوران سپہ سالاری کی ذمہ داری امیہ کے حصے میں آئی، جو بعد میں امیہ کے بیٹے حرب ابن امیہ اور پھر ابو سفیان کو منتقل ہوئی، انہی کی اولاد کو بنوامیہ کہا جاتا ہے۔یہ قبیلہ ابتداً اسلام کے مخالف تھا، عقبہ ابن ابی معیط کا تعلق اسی قبیلے سے تھا جس نے بیت اللہ میں نماز کے دورن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک میں چادر ڈال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی تھی، لیکن اسلام لانے کے بعد اس قبیلے کے سینکڑوں افراد نے اسلام کے لیے بڑی قابل قدر خدمات سرانجام دیں، جن میں ریاست مدینہ کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ، ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ ، سلیمان بن عبد الملک، عمر بن عبد العزیز وغیرہ کے نام نمایاں ہیں ۔یہ قریش میں ایک ممتاز اور دولت مند قبیلہ تھا ۔مروان ابن حکم کا تعلق اسی قبیلے کی ایک شاخ بنی عاص سے تھا، جس نے باضابطہ خلافت بنوامیہ کی بنیاد رکھی۔

خلافت بنو امیہ (سلسلہ مروانی)

64ھ تا 127ھ بمطابق 683ء تا 744ء

شمارہ	نام خلیفہ	دارالخلافہ	آغاز خلافت ہجری و عیسوی ماہ و سال
۱۰	مروان بن الحکم	دمشق	3 ذی القعدہ 64 ھ بمطابق 683ء
۱۱	عبدالملک بن مروان	دمشق	27 رمضان 65ھ بمطابق 685ء
۱۲	ولید الاول بن عبدالملک	دمشق	14 شوال 86ھ بمطابق 705ء
۱۳	سلیمان بن عبدالملک	دمشق	15 جمادی الآخرۃ 96ھ بمطابق 715ء
۱۴	عمر بن عبدالعزیز	دمشق	10 صفر 99ھ بمطابق 717ء
۱۵	یزید ثانی بن عبدالملک	دمشق	20 رجب 101ھ بمطابق 720ء
۱۶	ہشام بن عبدالملک	دمشق	26 شعبان 105ھ بمطابق 724ء
۱۷	ولید ثانی بن یزید ثانی	دمشق	6 ربیع الثانی 125ھ بمطابق 743ء
۱۸	یزید ثالث بن ولید ثانی	دمشق	27 جمادی الآخرۃ 126 ھ بمطابق 744ء
۱۹	ابراہیم بن ولید ثانی	دمشق	7 ذی الحجہ 126 ھ بمطابق 744ء
۲۰	مروان ثانی بن محمد	دمشق	14 صفر 127 ھ بمطابق 744ء

بنوامیہ کا یہ آخری خلیفہ ہے 132ھ میں بمقام بوصیر (مصر) میدان جنگ میں مارا گیا اور اس طرح بنوامیہ کی خلافت کا خاتمہ ہوا۔

سلسلہ خلافت بنو عباس (بغداد)

اموی دورِ حکومت کے آخری سالوں میں مختلف وجوہات کی بنا پر مختلف شورشیں اور بغاوتیں برپا ہوئیں، ان میں سے دو گروہ بڑے متحرک تھے، جن کا تعلق بنی ہاشم سے تھا، ایک گروہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد کو خلافت کا حقدار سمجھتے تھے، جبکہ دوسرا گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کو تختِ خلافت تک پہنچانا چاہتا تھا۔ ہشام بن عبد الملک تک اس تمام کارروائی کا علم کسی کو نہ ہو سکا، مروان ثانی کے دور میں عباسیوں کی اس تحریک اور جدوجہد کا انکشاف ہوا تو مروان نے ابراہیم بن محمد کو قتل کرادیا۔ ابراہیم رسول اللہ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد اللہ کے پوتے محمد بن علی کے بڑے بیٹے اور جانشین تھے، چنانچہ ابراہیم بن محمد کے بھائی عبد اللہ بن علی (جسے ابو العباس السفاح کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے) نے بنو امیہ کے خلاف علَم بغاوت بلند کردیا، اپنا آبائی مسکن ترک کرکے کوفہ آیا اور ابو مسلم خراسانی سمیت دیگر سرگرم افراد کے ساتھ مل کر عراق پر قبضہ کیا اور بلآخر ربیع الاول ایک سو بتیس ہجری (132ھ) میں اپنی خلافت کا اعلان کردیا۔

سلسلہ خلافت بنو عباس (بغداد)

132ھ تا 656ھ بمطابق 750ء تا 1258ء

خلافت عباسیہ بغداد (دور اول)

شمارہ	نام خلیفہ	دار الخلافہ	آغاز خلافت ہجری و عیسوی ماہ و سال
۲۱	ابو العباس السفاح (عبداللہ بن محمد العباس)	کوفہ	13 ربیع الاول 132 ھ بمطابق 750ء
۲۲	منصور (ابو جعفر عبداللہ بن محمد)	بغداد	13 ذی الحجہ 136 ھ بمطابق 754ء
۲۳	مہدی محمد بن منصور	بغداد	6 ذی الحجہ 158 ھ بمطابق 775ء
۲۴	ہادی موسیٰ بن مہدی	بغداد	22 محرم الحرام 179 ھ بمطابق 785ء
۲۵	ہارون الرشید	بغداد	16 ربیع الاول 170 ھ بمطابق 786ء
۲۶	امین محمد بن ہارون الرشید	بغداد	3 جمادی الآخرۃ 193ھ بمطابق 809ء
۲۷	مامون عبداللہ بن ہارون الرشید	بغداد	26 محرم 198 ھ بمطابق 813ء

شمارہ	نام خلیفہ	دارالخلافہ	آغاز خلافت ہجری و عیسوی ماہ و سال
۲۸	معتصم باللہ، محمد بن ہارون الرشید	بغداد	16رجب218 ھ بمطابق833ء
۲۹	واثق باللہ ہارون بن معتصم	بغداد	18ربیع الاول227ھ بمطابق842ء
۳۰	متوکل علی اللہ ابوالفضل جعفر بن معتصم	بغداد	23ذی الحجہ232 ھ بمطابق847ء
۳۱	منتصر باللہ محمد بن متوکل	بغداد	4شوال247 ھ بمطابق861ء
۳۲	مستعین باللہ احمد بن محمد بن متوکل	بغداد	3ربیع الثانی248 ھ بمطابق862ء
۳۳	معتز باللہ محمد بن متوکل	بغداد	4محرم252 ھ بمطابق866ء
۳۴	مہتدی باللہ محمد بن واثق	بغداد	27رجب255 ھ بمطابق869ء
۳۵	معتمد علی اللہ محمد بن متوکل	بغداد	18رجب256 ھ بمطابق870ء

خلافت عباسیہ بغداد (دور دوم)

ابو العباس احمد المعتضد باللہ عباسی سلطنت کے دسویں خلیفہ المتوکل علی اللہ کے پوتے اور پندرھویں خلیفہ المعتمد علی اللہ کے بھتیجے تھے۔ معتضد کے والد ابو احمد الموفق وفات پا چکے تھے، جس کے بعد معتمد کے بیٹے جعفر کا ولی عہدی کے لیے نامزد ہونا یقینی تھا، لیکن معتمد نے ولی عہدی کے لئے اپنے بھتیجے احمد کو اپنے بیٹے جعفر پر فوقیت دی اور ماہ محرم دو سو انتر ہجری (269ھ) میں اسے ولی عہد مقرر کر دیا، جس کے چند ماہ بعد ہی رجب کے مہینے میں معتمد کا انتقال ہو گیا۔

خلافت عباسیہ بغداد (دور دوم)			
شمارہ	نام خلیفہ	دار الخلافہ	آغاز خلافت ہجری و عیسوی ماہ و سال
۳۶	المتعضد باللہ احمد بن موفق بن متوکل	بغداد	20رجب 279 ھ بمطابق892ء
۳۷	مکتفی باللہ (علی بن معتضد)	بغداد	22ربیع الثانی289ھ بمطابق902ء
۳۸	مقتدر باللہ جعفر بن معتضد	بغداد	12ذی القعدہ 295 ھ بمطابق908ء
۳۹	قاہر باللہ، محمد بن معتضد	بغداد	27شوال 320 ھ بمطابق932ء
۴۰	راضی باللہ، احمد بن مقتدر	بغداد	6جمادی الاولیٰ 322ھ بمطابق934ء

شمارہ	نام خلیفہ	دارالخلافہ	آغاز خلافت ہجری و عیسوی ماہ و سال
۴۱	متقی للہ ابراہیم بن مقتدر	بغداد	20ربیع الاول329 ھ بمطابق940ء
۴۲	مستکفی باللہ عبداللہ بن مکتفی	بغداد	20صفر333 ھ بمطابق944ء
۴۳	مطیع للہ فضل بن مقتدر	بغداد	12جمادی الآخرۃ334 ھ بمطابق945ء
۴۴	طایع للہ، عبدالکریم بن مطیع	بغداد	13ذی القعدہ363 ھ بمطابق974ء
۴۵	قادر باللہ، احمد بن مقتدر	بغداد	19رجب381 ھ بمطابق991ء
۴۶	قایم بامر اللہ عبداللہ بن قادر	بغداد	11ذی الحجہ422 ھ بمطابق1021ء
۴۷	مقتدی بامر اللہ عبداللہ بن قائم	بغداد	13شعبان467 ھ بمطابق1075ء
۴۸	مستظھر باللہ احمد بن مقتدی	بغداد	15محرم487 ھ بمطابق1084ء
۴۹	مسترشد باللہ فضل بن مستظہر	بغداد	16ربیع الثانی512 ھ بمطابق1118ء
۵۰	راشد بامر اللہ منصور بن مسترشد	بغداد	17ذی القعدہ529ھ بمطابق1135ء

آغاز خلافت ہجری و عیسوی ماہ و سال	دار الخلافہ	نام خلیفہ	شمارہ
18 ذی القعدہ 530 ھ بمطابق 1136ء	بغداد	مقتفی لامر اللہ محمد بن مستظہر	۵۱
2 ربیع الاول 555 ھ بمطابق 1160ء	بغداد	مستنجد باللہ یوسف بن مقتفی	۵۲
9 ربیع الثانی 566 ھ بمطابق 1170ء	بغداد	مستضیٔ بامر اللہ ابو محمد حسن بن مستنجد	۵۳
2 ذی القعدہ 575 ھ بمطابق 1180ء	بغداد	ناصر لدین اللہ احمد بن مستضیٔ	۵۴
30 رمضان 622 ھ بمطابق 1225ء	بغداد	ظاہر بامر اللہ محمد بن ناصر	۵۵
14 رجب 623 ھ بمطابق 1226ء	بغداد	مستنصر باللہ منصور بن ظاہر	۵۶
10 جمادی الآخرۃ 640ھ بمطابق 1242ء	بغداد	مستعصم باللہ عبداللہ بن مستنصر	۵۷
14 صفر 656ھ بمطابق 1258ء	بغداد	خلافت کا خاتمہ	۵۸

ہلاکو خان نے عباسی وزیر ابن علقمی اور نصیر الدین طوسی کی تحریص اور غداری سے بغداد کو فتح کر کے خلیفہ مستعصم کو شہید کر دیا اور اس طرح خلافت کا خاتمہ ہوا۔

خلافت عباسیہ بغداد (تیسرا دور، مصر)

مستعصم بغداد میں عباسی دورِ حکومت کے آخری خلیفہ تھے، عباسی سلطنت اپنی آخری سانسیں لے رہی تھی، لیکن خلافت کا تسلسل پھر بھی قائم تھا۔ ۹ محرم الحرام ۶۵۶ ہجری بمطابق ۱۷ جنوری ۱۲۵۸ عیسوی کو تاتاریوں نے نویان کی قیادت میں دجلہ کو پار کیا، یہاں اُن کا سامنا بغداد کی فوج سے ہوا، گھمسان کی جنگ ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل حال رہی اور بالآخر تاتاریوں کو فرار ہونا پڑا۔ دو دن بعد تاتاریوں نے دوبارہ بغداد شہر کا محاصرہ کیا، منجنیقوں کے ذریعے سنگ باری کی گئی، اندھا دھند تیر پھینکے گئے اور ۲۲ محرم الحرام کو باقاعدہ حملہ کیا اور تین دن بعد تاتاریوں نے مغربی فصیل پر قبضہ کر لیا۔

خلیفہ نے ابن علقمی سے مشورہ طلب کیا، تو اُس نے جواب میں کہا "کہ آپ تاتاریوں سے جنگ نہ کریں مصلحت اسی میں ہے کہ ہم تاتاریوں کے لیے اپنے دروازے کھول دیں"۔ ہلاکو خان نے بھی خلیفہ سے مسلح عوام اور فوج کے ہتھیار ڈال دینے کا مطالبہ کیا، جیسے ہی مسلح افراد نے سر تسلیم خم کیا اور شہر سے باہر جانے لگے تو تاتاریوں نے ایک ایک کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ ۲ صفر کو بغداد کی جامع مسجد میں آخری خطبہ پڑھا گیا، جس کا آغاز خطیب نے ان الفاظ سے کیا "سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے موت کے ذریعے پختہ عمارتیں بنانے والوں کو منہدم کر دیا اور جو اس شہر کے لوگوں کے فنا ہو جانے کا فیصلہ کر چکا ہے"۔ مسلسل قتل و غارت اور لوٹ مار کے بعد صفر المظفر کی ۲ تاریخ کو ہلاکو خان گھوڑے پر سوار ہو کر قصر خلافت میں جا گھسا اور عباسی سلطنت کا سورج غروب ہو گیا۔

یہاں سے بچ جانے والے عباسی شہزادوں نے قاہرہ کا رخ کیا، ساڑھے تین سال تک خلافت تعطل کا شکار رہی، لیکن بالآخر ۶۵۹ ہجری میں لوگوں نے ایک عباسی شہزادے مستنصر باللہ کے ہاتھ پر بیعت کی، اور قاہرہ میں عباسی خلافت کو قائم کر کے خلافت کے تسلسل کو دوبارہ بحال کیا گیا۔ اقبالؒ نے بجا فرمایا:

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

۹۲۳ھ بمطابق ۱۵۱۷ء میں ترک عثمانی سلطان سلیم اول نے مصر کو فتح کر لیا اور خلیفہ متوکل ثالث کو اپنے ساتھ قسطنطنیہ لے گیا اور متوکل نے علماء اور قاضیوں کے سامنے سلیم کے ہاتھ پر بیعت کر کے خلافت سلطان سلیم اول کو حوالہ کر دی۔

خلافت عباسیہ، تیسرا دور (مصر) **659ھ تا 923ھ بمطابق 1260ء تا 1517ء** **خلافت عباسیہ بغداد کے خاتمے کے تقریباً ساڑھے تین سال بعد قاہرہ مصر میں المستنصر باللہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی۔**			
شمارہ	**نام خلیفہ**	**دار الخلافہ**	**آغاز خلافت ہجری و عیسوی ماہ و سال**
۵۹	مستنصر باللہ ابو قاسم احمد بن ظاہر	القاہرہ	13 رجب 659 ھ بمطابق 1260ء
۶۰	حاکم بامر اللہ (اول) احمد بن الحسن	القاہرہ	8 محرم 661 ھ بمطابق 1263ء
۶۱	مستکفی باللہ (اول) سلیمان بن حاکم	القاہرہ	جمادی الاولیٰ 701ھ بمطابق 1302ء
۶۲	واثق باللہ (اول) ابراہیم	القاہرہ	6 ذی القعدہ 740ھ بمطابق 1339ء
۶۳	حاکم بامر اللہ (ثانی) احمد بن مستکفی	القاہرہ	21 ذی الحجہ 740ھ

شمارہ	نام خلیفہ	دارالخلافہ	آغاز خلافت ہجری وعیسوی ماہ وسال
۶۴	معتضد باللہ (اوّل) ابو بکر بن مستکفی	القاہرہ	جمادی الآخرہ 753 ھ بمطابق 1352ء
۶۵	متوکل علی اللہ (اول) محمد بن معتضد	القاہرہ	جمادی الاولیٰ 763ھ بمطابق 1362ء
۶۶	معتصم زکریا بن واثق اول	القاہرہ	ربیع الاول 779 ھ بمطابق 1377ء
۶۷	متوکل اول (دوبارہ)	القاہرہ	ربیع الثانی 779 ھ بمطابق 1377ء
۶۸	واثق ثانی (عمر بن واثق اول)	القاہرہ	رجب 785 ھ بمطابق 1383ء
۶۹	معتصم (دوبارہ)	القاہرہ	19 شوال 788 ھ بمطابق 1385ء
۷۰	متوکل (سہ بارہ)	القاہرہ	10 جمادی الاولیٰ 791 ھ بمطابق 1388ء
۷۱	مستعین باللہ (عباس بن متوکل)	القاہرہ	رجب 808 ھ بمطابق 1405ء
۷۲	معتضد ثانی (داؤد بن متوکل)	القاہرہ	16 ذی الحجہ 816 ھ بمطابق 1414ء

شمارہ	نام خلیفہ	دارالخلافہ	آغاز خلافت ہجری وعیسوی ماہ وسال
۷۳	مستکفی ثانی (سلیمان بن متوکل)	القاہرہ	4ربیع الاول845 ھ بمطابق1441ء
۷۴	قایم بامر اللہ (حمزہ بن متوکل)	القاہرہ	محرم855 ھ بمطابق1451ء
۷۵	مستنجد باللہ (یوسف بن متوکل)	القاہرہ	رجب859 ھ بمطابق1455ء
۷۶	متوکل ثانی (عبدالعزیز بن مستعین)	القاہرہ	26محرم884 ھ بمطابق1479ء
۷۷	مستمسک باللہ (یعقوب بن متوکل ثانی)	القاہرہ	صفر903 ھ بمطابق1497ء
۷۸	متوکل باللہ (الثالث) بن مستمسک	القاہرہ	922 ھ بمطابق1516ء
۷۹	مستمسک (دوبارہ)	القاہرہ	922 ھ بمطابق1566ء
۸۰	متوکل ثالث (دوبارہ)	القاہرہ	923 ھ بمطابق1517ء

سلجوقی سلطنت

دولت آلِ سلجوق کی تاریخ اسلام کی عظمت و بزرگی کے ایک نہایت اہم دور کی تاریخ ہے۔ دولت عباسیہ کے سیاسی زوال کے بعد جس سلطنت نے ممالکِ اسلامیہ کے بیشتر حصہ کو ایک مرکز پر جمع کیا، وہ یہی سلجوقی سلطنت تھی۔ اس نے سرحدِ چین سے لے کر سواحلِ بحرِ ابیض تک اور عدن سے لے کر خوارزم و بخارا تک، تمام مسلمان قوموں کو ایک کر دیا، اور ایشیا کے اس بہتر خطہ کو جو اس وقت نہ صرف اسلامی تہذیب کا بلکہ تمام عالم کی تہذیب کا علمبردار بنا ہوا تھا، سیاسی انتشار و پراگندگی کی حالت سے نکال کر پھر اس قابل بنا دیا کہ وہ انسانی تمدن کی تعمیر میں اپنے حصہ کا کام پورا کرے۔

اس عہد کا آغاز پانچویں صدی ہجری کی ابتدا سے ہوتا ہے اور کم و بیش تین سو سال تک سلجوقی سلطنت قائم رہی۔ ان میں سے طغرل، سلطان الپ اَرسلان، ملک شاہ، برقیارق، محمد اور سنجر فرمانروا تھے اور ان کا مشہور وزیرِ اعظم خواجہ نظام الملک تھے۔ یہ لوگ تاریخ کی زبان میں سلاجقہ عظام کہلاتے ہیں۔ ان کے بعد سلجوقی سلطنت منتشر ہو جاتی ہے اور مختلف اسلامی ممالک پر کچھ سلجوقی غلام اور کچھ سلجوقی شہزادے اپنی خود مختار ریاستیں قائم کر لیتے ہیں۔ ان میں سے خالص سلجوقی ریاستیں کِرمان، عراق، شام اور روم کی ہیں، جن کو علی الترتیب سلاجقہ کرمان، سلاجقہ عراق، سلاجقۂ شام اور سلاجقہ روم کہا جاتا ہے۔ یہ سب ریاستیں سلاجقہ عظام کے عہد میں مختلف تاریخوں سے شروع ہوتی ہیں اور اس کے بعد مختلف تاریخوں پر ختم ہو جاتی ہے، جن کی کیفیت ذیل کے نقشے سے معلوم ہو سکتی ہے۔

سلاجقہ کرمان	433 ہجری بمطابق 1041 عیسوی تا 583 ہجری بمطابق 1187ء
سلاجقہ شام	487 ہجری بمطابق 1094 عیسوی تا 511 ہجری بمطابق 1117ء
سلاجقہ عراق و کردستان	511 ہجری بمطابق 1117 عیسوی تا 590 ہجری بمطابق 1194ء
سلاجقہ روم	570 ہجری بمطابق 1171 عیسوی تا 700 ہجری بمطابق 1300ء

مرکزی سلجوقی سلاطین

نام	خطاب	تاریخ حکومت
طغرل	بیگ	1016 تا 1063
الپ ارسلان	سلطان	1063 تا 1072
ملک شاہ (اول)	سلطان جلال الدولہ	1072 تا 1092
محمود بن ملک شاہ	سلطان ناصر الدین والدنیا	1092 تا 1094
برقیارق بن ملک شاہ	سلطان ابو المظفر رکن الدنیا والدین	1094 تا 1105
ملک شاہ دوم	سلطان معز الدین	1105
ملک محمد تپار	سلطان غیاث الدنیا والدین	1105 تا 1118
احمد سنجر	سلطان معز الدین	1118 تا 1153

محمد تپار کے بیٹے محمود بن محمد تپار نے احمد سنجر کو سلطان تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور بغداد میں دارالحکومت قائم کرتے ہوئے خود کو سلطان بنایا تاہم 1131ء میں بالآخر احمد سنجر نے اسے ہٹا دیا۔

سلجوقی سلاطین کرمان

[1041ء تا 1187ء]

نمبر شمار	نام	تاریخ حکومت
.1	قاورد	1041ءتا1073ء
.2	کرمان شاہ	1073ءتا1074ء
.3	سلطان شاہ	1074ءتا1075ء
.4	حسین عمر	1075ءتا1084ء
.5	توران شاہ اول	1084ءتا1096ء
.6	ایران شاہ	1096ءتا1101ء
.7	ارسلان شاہ اول	1101ءتا 1142ء
.8	محمد اول	1142ءتا1156ء
.9	طغرل شاہ	1156ءتا1169ء
.10	بہرام شاہ	1169ءتا1174ء
.11	ارسلان شاہ ثانی	1174ءتا1176ء
.12	توران شاہ ثانی	1176ءتا1183ء
.13	محمد ثانی	1183ءتا1187ء

سلجوق سلاطین شام

[1085ء تا 1123ء]

نمبر شمار	نام	تاریخ حکومت
1.	ابو سعید تاج الدولہ توتش اول	1085ء تا 1086ء
2.	جلال الدولہ ملک شاہ اول	1086ء تا 1087ء
3.	قاسم الدولہ ابو سعید	1087ء تا 1094ء
4.	ابو سعید تاج الدولہ توتش اول (دوسری مرتبہ)	1094ء تا 1095ء
5.	فخر الملک ردوان	1095ء تا 1113ء
6.	تاج الدولہ الپ ارسلان الاخرس	1113ء تا 1114ء
7.	سلطان شاہ	1114ء تا 1123ء

سلاطین سلاجقہ روم (اناطولیہ)

[1077ء تا 1307ء]

سلاجقۂ روم کا جد امجد سلجوقی خانوادے کا ایک سردار قتلمش (بن اسرائیل بن سلجوق) تھا جو "شہاب الدولہ" کے لقب سے مشہور تھا۔ وہ سلجوقی بادشاہت کے بانی طغرل بیگ کے دور میں آذربائی جان کا حاکم بنا اور ترکمان قبائل کو منظم کر کے اس نے اناطولیہ پر حملے شروع کیے اور خاصا علاقہ فتح کر لیا۔

طغرل بیگ کی وفات کے بعد قتلمش نے ایران پر قبضہ کرنے کی کوشش کی جس کے باعث نئے سلجوقی بادشاہ الپ ارسلان سے اس کی کش مکش شروع ہو گئی۔ آخر کار قتلمش مارا گیا اور اس کے بیٹے گرفتار ہو گئے۔ یہ ۴۵۵ھ (۱۰۶۳) کا واقعہ ہے۔ بعد میں الپ ارسلان نے اپنے وزیر نظام الملک طوسی کے مشورے پر قتلمش کے بیٹوں کو آزاد کر کے اناطولیہ کے مفتوحہ علاقوں میں تعینات کر دیا۔

۴۶۴ھ (۱۰۷۱ء) میں ملاز کرد کے مقام پر الپ ارسلان کی قیصرِ روم ارمانوس سے تاریخی لڑائی ہوئی جس میں قیصر گرفتار ہو گیا۔ قتلمش کے بیٹوں سلیمان شاہ اور منصور نے اس جنگ میں نہایت پامردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فتح میں اہم کردار ادا کیا تھا لہٰذا الپ ارسلان نے خوش ہو کر سلیمان شاہ کو اناطولیہ کے مفتوحہ علاقوں کا گورنر مقرر کر دیا اور اسے پورے اناطولیہ کی فتح کی ذمہ داری سونپ دی۔

الپ ارسلان کے بعد ملک شاہ کی حکومت میں بھی سلیمان کا یہ عہدہ برقرار رہا اور وہ اناطولیہ میں پے در پے فتوحات حاصل کرتا رہا۔ اس نے قونیہ کو فتح کر کے اپنا مرکز قرار دیا۔ ۴۷۰ھ (۱۰۷۷ء) میں اس نے ملک شاہ سے الگ ہو کر یہاں خود مختار حکومت قائم کر لی اور 'نیقیہ' کو اپنا مرکز بنا لیا۔

۴۷۷ھ میں سلیمان نے جنوب کا رخ کیا اور انطاقیہ کو فتح کر لیا جس کے بعد وہ حلب کے محاصرے کی تیاری کرنے لگا۔ سلاجقۂ شام کا بانی تتش اول یہ دیکھ کر اپنے علاقے کے دفاع کے لئے میدان میں نکلا۔ ۴۷۸ھ (۱۰۸۶ء) میں سلیمان اور تتش کے مابین جنگ ہوئی جس میں سلیمان قتل ہو گیا۔ ملک شاہ نے اس کے ولی عہد قلیچ ارسلان کی تخت نشینی قبول نہ کی بلکہ اسے ایران طلب کر کے قید میں ڈال دیا۔

۴۸۵ھ (۱۰۹۲ء) میں ملک شاہ فوت ہوا تو اس کے جانشین برکیارق نے قلیچ ارسلان کو رہا کر کے اناطولیہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ قلیچ ارسلان ایک اولوالعزم انسان تھے جب صلیبی طوفان کچھ تھما تو قلیچ ارسلان نے اپنی حکومت کو وسعت دینے کے لئے کمر باندھی اور ۴۹۸ھ (۱۱۰۴ء) میں سلطان برکیارق کی وفات کے بعد کامل خود مختاری کا اعلان کیا۔

نمبر شمار	نام	تاریخ حکومت
1.	داؤد قلیچ ارسلان اول	1092ءتا1107ء
2.	ملک شاہ ابن خلیج ارسلان	1107ءتا1116ء
3.	رکن الدین مسعود	1116ءتا1156ء
4.	عزالدین قلج ارسلان ثانی	1156ءتا1192ء
5.	غیاث الدین کے خسرو اول	1192ءتا1196ء
6.	سلیمان ثانی	1196ءتا1204ء
7.	قلج ارسلان سوم	1204ءتا1205ء
8.	غیاث الدین کے خسرو اول (دوسری مرتبہ)	1205ءتا1211ء
9.	عزالدین کیقاس اول	1211ءتا1220ء
10.	علاؤالدین کیقباد اول	1220ءتا1237ء
11.	غیاث الدین کے خسرو دوم	1237ءتا1246ء
12.	عزالدین کیقاس ثانی	1246ءتا1260ء
13.	رکن الدین قلج ارسلان ثانی	1249ءتا1257ء
14.	غیاث الدین کے خسرو ثانی (دوسری مرتبہ)	1257ءتا1259ء
15.	غیاث الدین کے خسرو سوم	1265ءتا1282ء
16.	غیاث الدین مسعود ثانی	1282ءتا1284ء
17.	علاؤالدین کیقباد سوم	1284ء
18.	غیاث الدین مسعود ثانی (دوسری مرتبہ)	1284ءتا1293ء
19.	علاؤالدین کیقباد سوم (دوسری مرتبہ)	1293ءتا1294ء
20.	غیاث الدین مسعود ثانی (تیسری مرتبہ)	1294ءتا1301ء
21.	علاؤالدین کیقباد سوم (تیسری مرتبہ)	1301ءتا1303ء
22.	غیاث الدین مسعود ثانی (چوتھی مرتبہ)	1303ءتا1307ء
23.	غیاث الدین مسعود سوم	1307ء

سلطنت عثمانیہ

رکن الدین ابوطالب محمد بن میکائیل کو سلجوقیوں کا پہلا باقاعدہ سلطان مانا جاتا ہے، جنھوں نے منتشر قبائل کو متحد کیا اور سلجوقی سلطنت کی بنیاد رکھی۔۶۴۱ ہجری میں علاؤ الدین کیقباد کے بیٹے اور سلجوقی سلطنت کے آخری سلطان غیاث الدین خسرو ثانی اور تاتاریوں کی قیادت کرنے والے نویان کی فوج کے درمیان محرم الحرام میں گھمسان کی لڑائی ہوئی، جس میں سلجوقیوں کو شکست ہوئی اور پوری سلطنت تاتاریوں کی باج گزار بن گئی۔ تقریباً تین سال بعد ۶۴۴ ہجری بمطابق ۱۲۴۶ عیسوی میں خسرو ثانی کا انتقال ہو گیا۔اس زمانے میں سلیمان شاہ کا بیٹا ارطغرل "سگود" جسے سعوت بھی کہا جاتا ہے کا جاگیردار تھا، جسے غیاث الدین خسرو ثانی کے والد علاؤ الدین کیقباد نے اُس کی بہادری، جوانمردی اور منگولوں کے خلاف سلجوقی افواج کی ناگہانی امداد کے نتیجے میں عطا کی تھی۔ارطغرل نے اپنی جاگیر کی بخوبی حفاظت کی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ کئی اور علاقے بھی فتح کیے اور سلجوقی سلطنت کی نیابت میں تین ضلعوں پر مشتمل ایک ریاست کی بنیاد ڈالی، جسے بعد میں ارطغرل کے بیٹے عثمان نے مزید وسعت دی اور اپنی حکومت کو مزید مستحکم کر کے سلطنت عثمانیہ کی داغ بیل ڈالی۔

سلطنت عثمانیہ (9 سلاطین)

شمارہ	نام خلیفہ	آغاز خلافت ہجری و عیسوی ماہ و سال
۱	سلطان عثمان خان بن ارطغرل بن سلیمان شاہ	687ھ بمطابق 1288ء
۲	سلطان اورخان بن عثمان	726ھ بمطابق 1326ء
۳	سلطان مراد اول	760ھ بمطابق 1359ء
۴	سلطان بایزید اول (یلدرم)	791ھ بمطابق 1389ء
۵	سلطان محمد اول چلپی	816ھ بمطابق 1413ء
۶	سلطان مراد ثانی	824ھ بمطابق 1421ء
۷	سلطان محمد ثانی الفاتح (محمد فاتح)	855ھ بمطابق 1451ء
۸	سلطان بایزید ثانی	886ھ بمطابق 1481ء
۹	سلطان سلیم اول (اور بعد میں پہلا عثمانی خلیفہ)	918ھ بمطابق 1512ء

خلافت عثمانیہ (29 خلفاء)

923ھ تا 1342ھ بمطابق 1517ء تا 1924ء

سلطان سلیم اول نے مصر فتح کر کے مصر کے عباسی خلیفہ متوکل ثالث نے سلیم اول کے ہاتھ پر بیعت کر کے خلافت کو اس کے حوالہ کیا۔اس طرح سلطنت عثمانیہ، خلافت عثمانیہ میں تبدیل ہو گئی اور سلطان سلیم اول پہلے عثمانی خلیفہ ہوئے۔

(29 عثمانی خلفاء)

شمارہ	نام خلیفہ	دارالخلافہ	آغاز خلافت ہجری و عیسوی ماہ و سال
۱	پہلا عثمانی خلیفہ سلیم خاں اول بن یزید ثانی	دارالخلافہ استنبول	923 ھ بمطابق 1517ء
۲	سلیمان بن سلیم اول (سلیمان القانونی)	استنبول	15 شوال 926 ھ بمطابق 1520ء
۳	سلیم ثانی بن سلیمان القانونی	استنبول	8 ربیع الاول 974 ھ بمطابق 1566ء
۴	مراد ثالث بن سلیم ثانی	استنبول	7 رمضان 982 ھ بمطابق 1574ء
۵	محمد ثالث بن مراد ثالث	استنبول	9 جمادی الآخرۃ 1003ھ بمطابق 1595ء
۶	احمد اوّل بن محمد ثالث	استنبول	17 رجب 1026 ھ بمطابق 1617ء
۷	مصطفیٰ اوّل محمد ثالث	استنبول	22 ذی القعدہ 1026 ھ بمطابق 1617ء

آغاز خلافت ہجری وعیسوی ماہ وسال	دار الخلافہ	نام خلیفہ	شمارہ
یکم ربیع الاول 1027 ھ بمطابق 1618ء	استنبول	عثمان ثانی بن احمد اوّل	۸
13 ذی القعدہ 1032 ھ بمطابق 1623ء	استنبول	مرادرابع غازی بن احمد اوّل	۹
یکم ذی القعدہ 1049 ھ بمطابق 1640ء	استنبول	ابراہیم اوّل بن احمد اوّل	۱۰
یکم شعبان 1058 ھ بمطابق 1648ء	استنبول	محمد رابع، اوچی بن ابراہیم	۱۱
2 محرم 1099 ھ بمطابق 1687ء	استنبول	سلیمان الثانی بن ابراہیم	۱۲
26 رمضان 1102 ھ بمطابق 1691ء	استنبول	احمد ثانی بن ابراہیم	۱۳
9 جمادی الآخرۃ 1106ھ بمطابق 1694ء	استنبول	مصطفیٰ ثانی بن محمد رابع	۱۴
23 شعبان 1115ھ بمطابق 1703ء	استنبول	احمد ثالث بن محمد رابع	۱۵
11 ربیع الاول 1143ھ بمطابق 1730ء	استنبول	محمود اول بن مصطفیٰ ثانی	۱۶

آغاز خلافت ہجری وعیسوی ماہ وسال	دارالخلافہ	نام خلیفہ	شمارہ
23صفر1168ھ بمطابق1754ء	استنبول	عثمان ثالث بن مصطفیٰ ثانی	۱۷
28 ربیع الاول1171ھ بمطابق1787ء	استنبول	مصطفیٰ ثالث بن احمد ثانی	۱۸
8شوال1187ھ بمطابق1773ء	استنبول	عبدالحمید اول بن احمد	۱۹
11رجب1203ھ بمطابق1779ء	استنبول	سلیم ثالث بن مصطفیٰ	۲۰
1222ھ بمطابق1807ء	استنبول	مصطفیٰ رابع بن عبدالحمید اول	۲۱
1223ھ بمطابق1808ء	استنبول	محمود ثانی بن عبدالحمید اول	۲۲
25ربیع الثانی1255ھ بمطابق1839ء	استنبول	عبدالمجید اول بن محمود معمار حرم	۲۳
15ذی الحجہ 1277 ھ بمطابق1861ء	استنبول	عبدالعزیز بن محمود معمار حرم	۲۴
5جمادی الآخرۃ1293 ھ بمطابق1876ء	استنبول	مراد خامس بن عبدالمجید اول	۲۵
10شعبان 1293 ھ بمطابق1876ء	استنبول	عبدالحمید ثانی بن عبدالمجید اول	۲۶

شمارہ	نام خلیفہ	دارالخلافہ	آغاز خلافت ہجری وعیسوی ماہ وسال
۲۷	محمد خامس، رشاد بن عبدالمجید	استنبول	6ربیع الثانی1327 ھ بمطابق1909ء
۲۸	محمد سادس وحیدالدین بن عبدالمجید	استنبول	23رمضان1336 ھ بمطابق1918ء
۲۹	عبدالمجید ثانی بن عبدالعزیز	استنبول	ربیع الاول1341 ھ بمطابق1922ء
	معزولی عبدالمجید	استنبول	1342ھ بمطابق1924ء

29 اکتوبر1924ء کو ترکی حکومت کو جمہوریہ قرار دیا گیا اور 3مارچ 1925ء کو ترکی کی خلافت کو قانونی طور پر مصطفیٰ کمال نے ختم کر دیا۔

خلافت ہسپانیہ (اندلس)

92ھ بمطابق 711ء کو طارق بن زیاد نے اندلس کے کچھ علاقوں کو فتح کیا۔ بعد میں تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد مسلمان جرنیل آتے رہے حتیٰ کہ 138ھ کے آخر تک سارا اندلس فتح ہو گیا۔ اور امرائے بنوامیہ نے اس کا انتظام سنبھال لیا۔

مسلمانوں نے برِاعظم یورپ کے جنوب مغربی کنارے پر موجود جزیرہ نما آئبیریا پر تقریباً آٹھ سو سال تک حکومت کی، جو آج سپین، پرتگال اور جدید فرانس پر مشتمل ہے، اِسلامی تاریخ میں اس ملک کو 'اندلس' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اسے مسلم ہسپانیہ اور اسلامی آئبیریا کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ یہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور میں خلافت بنوامیہ کا ایک صوبہ تھا۔

موسیٰ بن نصیر جو خلیفہ کی طرف سے شمالی افریقہ کے گورنر مقرر کیے گئے تھے نے اپنے جنرل طارق ابن زیاد کو ۹۲ ہجری بمطابق ۷۱۱ عیسوی کو سات ہزار کا لشکر دے کر ہسپانیہ پر لشکر کشی کے لیے روانہ کیا، جن کا سامنا ہسپانیہ کے حکمران ''راڈرک'' کی ایک لاکھ فوج سے ہوا، تین دن مسلسل لڑائی کے بعد جب فتح کے آثار دکھائی نہیں دیے تو چوتھے روز طارق ابن زیاد نے لشکر کو جمع کرکے خطبہ دیا اور فرمایا ''اے لوگوں تمھارے پیچھے سمندر اور تمھارے آگے دشمن ہے، اس لیے فرار کا کوئی راستہ نہیں، خدا کی قسم ثابت قدمی اور صبر کے سوا تمھارے پاس کوئی دوسرا آپشن نہیں''۔ چنانچہ مسلمان بے جگری سے لڑے، جس کے نتیجے میں ۱۹ جولائی ۷۱۱ عیسوی کو مسلمانوں نے ہسپانوی فوج کو شکست دی۔ اکتوبر کے مہینے میں مزید پیش قدمی کرتے ہوئے ''مغیث رومی'' نے شہر قرطبہ کو فتح کیا، اُس کے بعد اشبیلیہ، طیطلہ اور دیگر شہر بھی فتح ہوئے، یہاں تک کہ ہسپانیہ پر مسلمانوں نے اپنا پرچم لہرا دیا۔

۱۳۲ ہجری میں بنوامیہ کی خلافت کا خاتمہ ہوا اور بنو عباس برسرِ اقتدار آئے، جنھوں نے بنوامیہ کے شاہی خاندان کے افراد کو چُن چُن کر قتل کرنا شروع کیا، البتہ کچھ افراد بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے، جن میں ''ہشام ابن عبد الملک'' کا بیس سالہ نوجوان پوتا ''عبد الرحمٰن

اول'' بھی شامل تھا۔تاریخ اسی شخص کو ''عبد الرحمٰن الداخل'' کے نام سے بھی جانتی ہے، جو مسلم ہسپانیہ کا پہلا مسلم حکمران ہوا، جس نے ۷۵۶ عیسوی سے لے کر ۷۸۸ عیسوی تک تقریباً ۳۲ سال حکومت کی۔ ۹۲۹ عیسوی میں عبد الرحمٰن الناصر نے خلافت ہسپانیہ سے علیحدہ ہو کر خلافت قرطبہ کے نام سے اپنی مستقل حکومت کی بنیاد رکھی اور وہی اُس کا پہلا خلیفہ بنا۔

شمارہ	نام خلیفہ	دارالخلافہ	آغاز خلافت ہجری و عیسوی ماہ و سال
۱	عبدالرحمان الداخل	قرطبہ	138ھ بمطابق 756ء
۲	ہشام اول بن عبدالرحمٰن الداخل	قرطبہ	172ھ بمطابق 788ء
۳	الحکم الاول بن ہشام اول	قرطبہ	180ھ بمطابق 796ء
۴	عبدالرحمٰن ثانی بن الحکم الاول	قرطبہ	206ھ بمطابق 822ء
۵	محمد اول بن عبدالرحمٰن ثانی	قرطبہ	238ھ بمطابق 852ء
۶	منذر بن محمد اول	قرطبہ	273ھ بمطابق 886ء
۷	عبداللہ بن محمد اول	قرطبہ	275ھ بمطابق 888ء
۸	عبدالرحمان ثالث	قرطبہ	300ھ بمطابق 912ء
۹	الحکم ثانی بن عبدالرحمان ثالث	قرطبہ	350ھ بمطابق 961ء
۱۰	ہشام ثانی	قرطبہ	322ھ تا 403ھ بمطابق 976ء تا 1013ء
بعد میں طوائف الملوکی کا دور آگیا۔آخر 890ھ بمطابق 1485ء کو فرڈینڈ اور ملکہ ازابیلہ کی متحدہ فوجوں نے غرناطہ فتح کرکے مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ کر دیا جو 800 سال تک رہی۔			

بعض مرکز گریز حکومتیں

(ا) (فاطمیہ ،العبیدیہ ،اسماعیلیہ)

دولتِ فاطمیہ یا سلطنت فاطمیہ یا خلافت فاطمیہ خلافت عباسیہ کے خاتمے کے بعد 297ھ میں شمالی افریقہ کے شہر قیروان میں قائم ہوئی۔ اس سلطنت کا بانی عبیداللہ مہدی چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رَضی اللہُ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں سے تھا (بعض محققین کو اس سے اختلاف ہے) اس لیے اسکی سلطنت کو سلطنت فاطمیہ کہا جاتا ہے۔ عبیداللہ تاریخ میں مہدی کے لقب سے بھی مشہور ہے۔چونکہ اس حکومت کا بانی عبیداللہ مہدی ہے، اس نسبت کی بناپر اسے دولت عبیدیہ بھی کہا جاتا ہے اور امام جعفر صادق کے بڑے پوتے ابوطاہر اسماعیل سے اس فرقے کو منسوب ہونے کی بناپر اسماعیلیہ بھی کہتے ہیں۔درمیان میں (297ھ تا567ھ بمطابق 910ء تا1171ء) فاطیمین مصر (الاسماعیلیہ) کی قاہرہ مصر میں حکومت رہی۔جس میں تشیع کے افکار وتعلیمات کا غلبہ رہا۔جس کا سلطان صلاح الدین ایوبی نے ۷ محرم ۵۶۷ھ بمطابق ۱۱۷۱ء میں مصر کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لے کر کا خاتمہ کردیا اور اہل سنت کے عقائد وافکار کا غلبہ ہوگیا اور یہ سلطنت عباسی خلافت بغداد میں مدغم ہوگئ۔

(۲) خلفائے موحدین (ادریسی)

مغرب اقصیٰ یعنی مراکش وغیرہ میں 171ھ تا399ھ

بمطابق 788ءتا1008ء یہ حکومت رہی۔

محمد ابن تومرت بہت بڑے عالم دین تھے۔ وہ عہد سلجوقی کے مشہور بزرگ عالم امام غزالی کے شاگرد تھے اور انہی کی تحریک پر انہوں نے مغرب (یعنی مراکش) میں اپنی اصلاحی تحریک شروع کی۔اس تحریک کا مقصد سماجی و اخلاقی اصلاح تھا۔ وہ جہاں کہیں شریعت کے خلاف کوئی حرکت دیکھتے تو اس پر ٹوکتے۔ انہوں نے مسلمانوں میں پھیلنے والی شراب نوشی اور بے پردگی سمیت دیگر برائیوں کے خاتمے کے لیے بھرپور جدوجہد شروع کی۔

ان کی ہر دلعزیزی اور مقبولیت دیکھ کر مرابطین کی حکومت کو خطرہ پیدا ہوا اور ان کو مراکش سے جلاوطن کر دیا۔ وہ دوسرے شہر اغمات آ گئے لیکن یہاں سے بھی انہیں جلاوطن کر دیا گیا۔ اب وہ اپنے وطن ہرغہ چلے گئے جو کوہ اطلس میں واقع تھا۔ یہاں کے لوگوں نے ہزاروں کی تعداد میں ان کی دعوت قبول کی۔ انہوں نے فوجی تربیت بھی حاصل کی اور مذہبی تعلیم بھی۔ اب مرابطین کی فوج یہاں بھی آ گئی اور بستی کا محاصرہ کر لیا لیکن اب ابن تومرت کے ساتھی، جن کو موحدین کہا جاتا ہے، مقابلہ کرنے کے قابل ہو گئے تھے اس لیے بڑی سخت لڑائی ہوئی اور سرکاری فوج کو شکست ہوئی۔

(۳)ایران میں صفوی خاندان۔

بانی اسماعیل صفوی (ظہیر الدین بابر کا ہم عصر)

892ھ بمطابق 1487ء تا 929ھ بمطابق 1523ء

اس سلسلے کا خاتمہ نادر شاہ (م 1160ھ بمطابق 1747ء) نے کیا۔

سلطنت کی بنیاد رکھنے والے شاہ اسماعیل کی اولاد کے ایک بزرگ شیخ اسحاق صفی الدین سے منسوب ہونے کی وجہ سے اس خاندان یا سلطنت کو صفوی سلطنت کہا جاتا ہے۔ ایران میں اسلامی فتوحات کے بعد یہ سب سے بڑی حکومت تھی، جو 1501ء سے 1722ء تک قائم رہی، جس نے تیموریوں کے بعد ایران میں عروج حاصل کیا۔

(۴) باطنیہ (قلعہ الموت)

حسن بن صباح کا پورا نام حسن بن علی بن محمد بن جعفر بن حسین بن الصباح الحمیری تھا۔ یہ ایرانی تھا اور کوفہ میں پیدا ہوا۔ اس نے اس زمانے کے رواج کے مطابق اپنے آپ کو ایک عرب الحمیری خاندان سے منسوب کرتا تھا۔ لیکن اسے یہ بات پسند نہیں تھی کہ لوگ اس کا نسب بیان کریں۔ وہ اپنے مریدوں سے کہا کرتا تھا مجھے اپنے امام کا مخلص غلام کہلایا جانا زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں ان کا ناخلف لڑکا کہلاؤں۔ سات سال کی عمر سے ہی حسن کو تحصیل علم کا شوق تھا۔ اٹھارہ سال کی عمر تک اس نے ریاضی، نجوم اور سحر وغیرہ مختلف علوم حاصل کیے۔ بحیرہ قزوین کے قریب واقع قلعہ الموت پر حسن بن صباح نے قبضہ کیا، اور یہیں سے اپنی دعوت اور تنظیم نو کا کام شروع کیا۔

حسن بن صباح اور اس کے آٹھ جانشینوں نے حکومت کی۔ ان کا دار الحکومت "قلعہ الموت" ہی تھا، جہاں سے 483ھ تا 654ھ بمطابق 1090ء تا 1256ء تک مختلف جانشینوں نے حکومت کی۔ حسن بن صباح نے خود 29 سال تک حکومت کی اور اس قلعہ میں جنّت بنائی۔ یہ باطنی شیعہ فرقہ کے انتہائی دہشت گرد لوگ تھے۔ اس فرقہ کے کئی نام ہیں۔ حسنی، فدائیہ، صباحیہ، حشیشین، باطنیہ وغیرہ۔ ۶۵۴ھ میں منگولوں نے انہیں شکست دے کر ان کا خاتمہ کر دیا۔

(۵)علوی خاندان (طبرستان)

طبرستان میں علوی خاندان کی حکومت تھی۔

254ھ تا292ھ بمطابق868ء تا905ء

بنو ہاشم میں دو گروہ تھے، جن میں سے ایک حضرت علی کی اولاد کو خلافت کا حقدار سمجھتے تھے، جبکہ دوسرا گروہ حضرت عباس رضی اللہ کی اولاد کو خلافت کا مستحق قرار دیتے تھے۔ عباسی دور حکومت میں چونکہ دیگر عرب قبائل اور گروہوں نے بنو عباس سے بغاوت کرنے میں علویوں کا ساتھ نہ دیا، اس لیے علویوں نے بغداد کو اپنے لیے غیر محفوظ جگہ تصور کر کے ایران ہجرت کی اور ۲۵۴ ہجری میں حسن بن زید کی قیادت میں اپنی خود مختار اور مستقل حکومت کا اعلان کر دیا۔

(سلطنت ہند)

عربوں کی ہندوستان میں آمد

محمد بن قاسم 694ء میں طائف میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد خاندان کے ممتاز افراد میں شمار کیے جاتے تھے۔ جب حجاج بن یوسف کو عراق کا گورنر مقرر کیا گیا تو اس نے ثقفی خاندان کے ممتاز لوگوں کو مختلف عہدوں پر مقرر کیا۔ ان میں محمد کے والد قاسم بھی تھے جو بصرہ کی گورنری پر فائز تھے۔ اس طرح محمد بن قاسم کی ابتدائی تربیت بصرہ میں ہوئی۔ تقریباً 5 سال کی عمر میں ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔

عمان میں معاویہ بن حارث علافی اور ان کے بھائی محمد بن حارث علافی نے بنو امیہ کے خلیفہ ولید ابن عبد الملک کے خلاف بغاوت کر دی، خلیفہ نے فوج روانہ کی تو اُس میں فوج کا سپہ سالار امیر سعید مارا گیا، علافیوں نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مکران میں پناہ حاصل کر لی جہاں راجا داہر کی حکومت تھی۔ اس پر مستزاد راجا داہر نے تجارتی قافلوں کے ساتھ آنے والی خواتین کو بھی گرفتار کر لیا تھا، چنانچہ اُن میں سے ایک خاتون نے حجاج ابن یوسف کو خط لکھا۔ حجاج نے اپنے عزیز محمد بن قاسم کو اس مہم پر سالار بنا کر روانہ کیا۔ محمد بن قاسم نے فتوحات کا سلسلہ شروع کیا اور تین سال کے مختصر عرصے میں سندھ کے اہم علاقوں سمیت ملتان کو فتح کر کے سندھ کی فتوحات کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

(سلطنت ہند)

عربوں کی ہندوستان میں آمد

۱	محمد بن قاسم کا سندھ پر حملہ	92ھ بمطابق711ء
۲	محمد بن قاسم کی حکومت	93ھ تا95ھ بمطابق 712ء تا714ء
۳	موسیٰ بن کعب سندھ آیا	184ھ بمطابق751ء
۴	ماموں نے موسیٰ برکلی کو والی سندھ بنایا	213ھ بمطابق828ء
۵	سندھ میں حکومت ہباری کی ابتداء	240ھ بمطابق854ء
۶	مسعودی سندھ آیا	303ھ بمطابق916ء
۷	ابن مہلہل سندھ آیا	332ھ بمطابق944ء
۸	اصطغری سندھ آیا	340ھ بمطابق951ء
۹	ابن حوقل بغدادی سندھ آیا	343ھ بمطابق954ء

محمود غزنوی کے سترہ حملے

نو سو ستانوے عیسوی میں سبکتگین کی وفات کے بعد اُن کے بیٹے محمود غزنوی نیشاپور کے حاکم مقرر ہوئے۔ محمود غزنوی کے بھائی اسماعیل نے باپ کی وفات کے موقع پر اپنی تاج پوشی کا اعلان کر دیا۔ سلطان محمود نے پہلے خط و کتابت کے ذریعے بھائی اسماعیل سے بات کرنے کی کوشش کی جب کوئی حل نہ نکلا تو 998ء میں غزنی پر حملہ کر دیا۔ اسماعیل کی حکومت ختم کر کے خود غزنی کی سلطنت سنبھال لی۔ سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر کئی حملے کیے۔ 1001ء میں پشاور کے قریب راجہ جے پال اور سلطان محمود کی فوجوں کا ٹکراؤ ہوا اور آخری لڑائی 1027ء میں ہوئی۔

محمود غزنوی کے مشہور حملے		
۱	پہلا حملہ ملتان پر	396ھ بمطابق 1005ء
۲	آخری حملہ سومنات پر	416ھ بمطابق 1025ء
۳	شہاب الدین غوری کا سندھ پر قبضہ	571ھ بمطابق 1176ء
۴	ملتان پر قبضہ	571ھ بمطابق 1176
۵	لاہور پر قبضہ	582ھ بمطابق 1186ء

ہندوستان میں مسلمان حکمران خاندانِ غلاماں

قطب الدین ایبک خاندانِ غلاماں کا بانی اور شہاب الدین غوری کی افواج کا جرنیل تھا، ہندوستان میں غوری سلطنت کا انتظام و انصرام بھی اسی کے سپرد تھا۔ شہاب الدین غوری کی شہادت کے بعد اس نے اپنی حکومت کا اعلان کیا اور یہ حکومت اسی کے خاندان میں تقریباً نوے سالوں تک چلی۔اس نے پہلے لاہور کو دار الحکومت قرار دیا جسے بعد ازاں دہلی منتقل کر دیا گیا۔قطب الدین ایبک 1210 عیسوی کو انتقال کر گیا،جس کے بعد ایک ترک غلام التتمش تخت پر بیٹھا۔التتمش قطب الدین کا داماد تھا اور التتمش کے بعد آنے والے تقریباً تمام سلاطین اسی کی اولاد میں سے تھے۔اس وجہ سے اس حکمران خاندان کو خاندانِ غلاماں کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے، اِنھیں مملوک سلاطین بھی کہا جاتا ہے، بعد ازاں خلجی خاندان کے جلال الدین فیروز خلجی نے ان کی حکومت کا خاتمہ کیا۔

ہندوستان میں مسلمان حکمران خاندانِ غلاماں		
۱	قطب الدین ایبک	602ھ بمطابق 1206ء
۲	شمس الدین التمش	607ھ بمطابق 1210ء
۳	رکن الدین فیروز شاہ دہلی	633ھ بمطابق 1236ء
۴	رضیہ سلطانہ	634ھ بمطابق 1236ء
۵	علاؤالدین مسعود	639ھ بمطابق 1242ء
۶	ناصر الدین محمود	644ھ بمطابق 1246ء
۷	غیاث الدین بلبن	664ھ بمطابق 1266ء
۸	معزالدین کیقباد	687ھ بمطابق 1287ء

خلجی خاندان

مملوک سلاطین دہلی کے بعد 1290ء سے 1320ء تک خلجی بادشاہ ہندوستان پر حکمران رہے۔ خلجی خاندان کی بنیاد جلال الدین خلجی نے رکھی۔ اور اس کے بعد انکا بھتیجا علاؤ الدین خلجی تخت نشین ہوا۔ جس کے قبضہ میں بعد ازاں پورا ہندوستان آیا۔ علاؤالدین خلجی کے بعد اس کے جانشین نااہل ثابت ہوئے اور باآخر تغلقوں کے ہاتھوں خلجی حکومت کا خاتمہ ہوا۔

خاندانِ خلجی		
۱	جلال الدین خلجی	689ھ بمطابق1290ء
۲	علاؤالدین خلجی	695ھ بمطابق1296ء
۳	شہاب الدین عمر خلجی	715ھ بمطابق1316ء
۴	ملک کافور (قتل)	716ھ بمطابق1316ء
۵	ناصر الدین خسرو	719ھ بمطابق1319ء

تغلق خاندان

ہندوستان میں خلجی خاندان کے بعد سلطان غیاث الدین تغلق نے دہلی پر تغلق خاندان کی حکومت قائم کی۔ یہ خاندان 1413ء تک حکمران رہا۔ اور اس کے بعد سید خاندان بر سر اقتدار آیا۔ تغلق خاندان کے دو بادشاہ زیادہ نامور ہوئے ہیں۔ایک سلطان محمد عادل بن تغلق شاہ کا نام نمایاں ہے، جس کے دور میں مشہور سیاح ابن بطوطہ ہندوستان آیا اور دوسرا سلطان فیروز شاہ تغلق اس خاندان کا سب سے ممتاز بادشاہ گزرا ہے۔جو بہت دیندار اور منصف مزاج تھا۔اس کے بعد ہی خاندان تغلق کا زوال شروع ہوا اور 1398ء میں امیر تیمور بیگ گورکانی نے رہی سہی طاقت کا خاتمہ کر دیا۔ تیمور جاتے وقت سید خضر خان بن ملک سلیمان کو نائب بنا کر چھوڑ گیا۔ گو آخری بادشاہ سلطان ناصر الدین محمود شاہ تغلق نے جلد ہی دہلی پر دوبارہ قبضہ کر لیا، لیکن 1413ء میں اس کی وفات کے بعد تغلق خاندان کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔

خاندانِ تغلق		
۱	غیاث الدین تغلق	720ھ بمطابق 1320ء
۲	محمد الدین تغلق	725ھ بمطابق 1325ء
۳	فیروز شاہ تغلق	752ھ بمطابق 1351ء
۴	غیاث الدین تغلق ثانی	790ھ بمطابق 1388ء
۵	ابو بکر تغلق	791ھ بمطابق 1389ء
۶	ناصر الدین تغلق	792ھ بمطابق 1390ء
۷	محمود تغلق	792ھ بمطابق 1390ء
۸	محمود تغلق دوم	795ھ بمطابق 1392ء
۹	محمود تغلق سوم	801ھ بمطابق 1399ء

سادات خاندان

تغلق خاندان کی حکومت کے خاتمے کے بعد سید خاندان برسر اقتدار آئے، جنھوں نے 1414 عیسوی سے لے کر 1451 عیسوی تک دہلی سلطنت پر حکومت کی۔ امیر تیمور کے مسلسل حملوں کے بعد دلی سلطنت مکمل طور پر کمزور ہو گئی، انہی حالات میں سید خاندان نے طاقت حاصل کرنے بعد تقریبا 37 سال تک حکومت کی۔

خاندانِ سادات		
۱	خضر خان	817ھ بمطابق 1414ء
۲	مبارک شاہ ثانی	824ھ بمطابق 1421ء
۳	محمد شاہ	837ھ بمطابق 1434ء
۴	علاؤالدین عالم شاہ	849ھ بمطابق 1445ء

لودھی خاندان

سید خاندان کے آخری حکمران سید علاؤالدین ابن محمد شاہ نے رضاکارانہ طور پر بہلول خان لودھی کے حق میں 19 اپریل، 1451 کو دہلی سلطنت کے تخت کو چھوڑ دیا اور اس طرح بہلول خان لودھی نے لودھی خاندان کی بنیاد رکھی۔

خاندانِ لودھی		
۱	بہلول لودھی	855ھ بمطابق 1451ء
۲	سکندر لودھی	894ھ بمطابق 1489ء
۳	ابراہیم لودھی	923ھ بمطابق 1517

مغل خاندان

ظہیر الدین بابر کو مغلیہ سلطنت کا پہلا حکمران اور بانی کہا جاتا ہے، جو تیمور خاندان کا ایک سردار تھا، ہندوستان سے پہلے وہ کابل کا حاکم تھا۔ ۱۵۲۶ عیسوی کو ظہیر الدین بابر نے ابراہیم لودھی کی فوج کو شکست دی اور یوں مغل سلطنت کا آغاز ہوا۔ مغل حکمرانوں نے ۱۵۲۶ء سے ۱۸۵۷ء تک پورے برصغیر پر حکومت کی۔

خاندانِ مغلیہ		
۱	ظہیر الدین بابر	932ھ بمطابق1526ء
۲	نصیر الدین ہمایوں	937ھ بمطابق1530ء
سوری خاندان	شیر شاہ سوری	947ھ بمطابق1540ء
	سلیم شاہ سوری	952ھ بمطابق1545ء
	عادل شاہ سوری	960ھ بمطابق1553ء
۳	ہمایوں کی واپسی	962ھ بمطابق1555ء
۴	جلال الدین اکبر	963ھ بمطابق1556ء
۵	نور الدین جہانگیر	1014ھ بمطابق1605ء
۶	شاہجہان	1037ھ بمطابق1628ء

۷	اورنگزیب عالمگیر	1068ھ بمطابق1658ء
۸	بہادر شاہ اول	1118ھ بمطابق1707ء
۹	جہاندار شاہ	1124ھ 1712ء
۱۰	فرخ سیر	1124ھ بمطابق1712ء
۱۱	رفیع الدرجات	1131ھ بمطابق1719ء
۱۲	شاہجان ثانی	1131ھ بمطابق1719ء
۱۳	روشن اختر محمد شاہ	1131ھ بمطابق1719ء
۱۴	احمد شاہ	1161ھ بمطابق1748ء
۱۵	عالمگیر ثانی	1167ھ بمطابق1754ء
۱۶	شاہ عالم ثانی	1172ھ بمطابق1759ء
۱۷	اکبر ثانی	1221ھ بمطابق1806ء
۱۸	بہادر شاہ ثانی (ظفر)	1253ھ تا1274ھ بمطابق 1837ء تا1857ء

سقوط بغداد سے سقوط دلی تک

(بغداد، اندلس، دہلی، خلافت عثمانی)

اور اب امت مسلمہ پانچویں سقوط کے دھانے پر!

عالم اسلام کے چار بڑے سقوط ہوئے تھے جنہوں نے ساری امت کو بے سہارااور یتیم کر دیااور جس کی وجہ سے اب دنیامیں مسلمان کمزوراور زوال کے شکار ہیں۔

ان چار سقوطوں کااگر جائزہ لیاجائے تواس کے مشترک تین بڑے اسباب تھے۔

۱) کمزوردفاع:

جس وقت مسلمانوں کے پاس اتنی قوت اور طاقت نہیں رہی جس سے کفار کا مقابلہ کر سکے۔وہ دفاع (واعدوا لھم ما استطعتم) سے بالکل غافل تھے۔

جب ہلاکو خان نے بغداد کا محاصرہ کیا تھاتو عین اُسی وقت ہلاکو خان کاایک وفد موصل ہتھیار خریدنے کے لیے گیا تھاکیونکہ موصل اس وقت دو چیزوں کے لیے بہت مشہور تھا۔ایک وہاں ہتھیاراچھے بنائے جاتے تھے، دوسراوہاں آلات موسیقی بہت اچھے بنتے تھے، توعین اسی وقت میں بغداد حکومت کے شہزادے موصل سے آلات موسیقی خریدنے گئے تھے۔ہلاکو خان کی شکل اللہ کاعذاب ان کے سرپر تھا،انہیں چاہیے تھاکہ وہ اسلحہ خریدتے اور مقابلے کے لیے اپنے آپ کو مضبوط کرتے۔

یہی حال دہلی کا بھی تھادفاع سے غافل تھے،اندلس اور خلافت عثمانیہ کی بھی یہی صورت حال تھی۔

۲)آپس کے اختلافات:

آپس میں مذہبی اختلافات، فرقہ وارانہ اختلافات، قتل و قتال، لڑائیاں، مختلف علاقوں میں جتھے اور گروپ پیدا ہوگئے تھے جو علاقوں پر قبضے کرتے تھے، خلافت اور حکومت کے خلاف

لڑتے ، بغاوت کرتے تھے، ہندوستان میں راجوں اور نوابوں کی طرف سے مخالفت تھی۔انہی اختلافات کی وجہ سے ساری قوت ختم ہو گی تھی اور حکومت کی رٹ ہی قائم نہیں تھی۔

۳) معاشی بدحالی:

تیسری چیز اقتصادی اور معاشی طور پر یہ تمام حکومتیں کمزور ہو گئی تھیں۔ان کے پاس اب اتنے وسائل نہیں تھے کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال لیتے اور دفاع کر سکتے، جیسے ہندوستان کے تمام وسائل پر ایسٹ انڈیا کمپنی نے قبضہ کیا تھا، تمام معیشت ان کے ہاتھوں میں چلی گئی تھی۔معیشت اور اقتصاد کی مثال تو خون کی طرح ہے جب جسم میں خون نہیں تو جسم کیسے چل سکے گا۔

لمحۂ فکریہ:

جب ہم ماضی کی تاریخ اور مسلمانوں کی موجودہ حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو اس وقت عالم اسلام ایک پانچویں سقوط اور حادثے کے دہانے پر کھڑا ہے۔

تمام مسلم ممالک، عرب ممالک، افغانستان وغیرہ میں جنگ شروع ہے۔معیشت تباہ ہو رہی ہے۔حکومتیں برباد ہو رہی ہیں اور قتل و قتال جاری ہے۔پاکستان بھی نشانے پر ہے، اس کی معیشت برباد کرنے، بدامنی، فرقہ وارانہ فسادات، عصبیت، لسانیت کے نام پر لڑائی جاری ہے اور اس کی طاقت کمزور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، لیکن پھر بھی امید کی کرن موجود ہے۔ ان شاءاللہ

ماخذ اور مصادر:

- مختصر تاریخ خلافت اسلامیہ۔۔۔۔مولانا عبدالقدوس ہاشمی
- اٹلس فتوحات اسلامیہ۔۔۔۔۔۔۔مرتب۔دارالسلام
- الشمس والقمر بحسبان۔۔۔۔۔۔مولانا عبدالرحمٰن گیلانی
- تاریخ امت مسلمہ۔۔۔۔۔۔۔مولانا اسماعیل ریحان
- ریاست مدینہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مولانا زاہد الراشدی